

مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ

... بنام... مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ و ترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

(چھٹی قسط)

﴿ مکتوب: ۱۲ ﴾

جناب انجی فی اللہ، استاذ مہربان محمد یوسف بنوری حفظہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام! آپ کا والا نامہ موصول ہوا اور مجھے انتہائی مسرت سے شاد کام کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ علم اور علمی خدمات کے لیے لمبی زندگی دے، کامل صحت کے ساتھ بقائے طویل سے نوازے، اور ہمیں اور آپ کو ہر حال میں اپنی خوشنودی سے حاصل ہونے اعمال کی توفیق دے۔

”شرح ترمذی“ کے متعلق آپ کی سعی پیہم قابلِ قدر ہے، رب سبحانہ آپ کو اس کی اور اس جیسے بہت سے کارناموں کی تکمیل کی توفیق بخشے، میں اول و آخر آپ کو تاکید کروں گا کہ اس کام میں اپنی جان کو ہلکان نہ کیجیے گا، بلا تکان مسلسل کام زیادہ مفید اور بار آور ہوتا ہے، ہم آپ کے علم سے اللہ سبحانہ کی توفیق و عنایت کے ساتھ خیر کثیر کی توقع رکھتے ہیں۔ میری دیرینہ تمننا تھی کہ کتاب (سنن ترمذی) کی شرح سے متعلق آپ کی تحریروں سے آگاہی ہو، لیکن کیا کروں؟! مسافت دور کی ہے اور ان دنوں محکمہ ڈاک، کتابیں اٹھاتا نہیں، درحقیقت میری خواہش تھی کہ آپ بعض شرحوں پر اعتماد کرتے ہوئے ”احادیث ابواب“ کی تخریج کی جانب اشارے سے بے اعتنائی نہ کریں، میری نظر میں ”احادیث ابواب“ کی تخریج کا اہتمام مفید تر ہوگا۔^(۱)

جو شخص حرام کھاتا ہے، اس کے تمام اعضاء گناہ میں پڑ جاتے ہیں۔ (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

”تحفة الأحوذی“، (۲) (درحقیقت) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ان کے مذہب (حنفی)، ”العرف الشذی“، (۳) اور ”بذل المجہود“، (۴) کو ہر طرح ٹھیس پہنچانے کی ایک کوشش ہے، میرا نہیں خیال کہ آپ اس کے قابل تردید مقامات کا نرمی سے جواب دینے سے بے توجہی برتیں گے۔ (۵) ”صاحب تحفہ“، قلبی بیمار اور حق و باطل میں اپنے استاذ (مولانا) شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ (۶) کے پیرو ہیں، البتہ ”مقدمہ تحفہ الاحوذی“، فوائد سے خالی نہیں، (مولانا) مبارک پوری کسی ”جرمن کتب خانے“ اور اس کی نادر کتب (۷) کا بکثرت تذکرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، یہ کتب خانہ کہاں ہے؟ کیا ”الہدایہ“ والا کتب خانہ ہی ہے یا کوئی اور؟ (۸) اس کی وضاحت کی امید رکھتا ہوں، اور کسی ایسے عالم کا پتہ بھی بتا دیجیے جس کا اس کتب خانے سے ربط ہو، تاکہ مذکورہ کتب خانے کی بعض چیزوں کے بارے وضاحت طلب کی جاسکے، آپ کا پیشگی شکر یہ۔

”حدیث الأوعال“، (۹) کی شرح کے ضمن میں ”صاحب تحفہ“، (۱۰) کا کلام عقائد میں ان کے رجحان اور (فن) رجال سے ناواقفیت کی دلیل ہے، یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند ”عبدالرزاق، عن یحییٰ بن العلاء (کذاب)، عن شیبہ بن خالد، عن سماک بن حرب، عن عبداللہ بن عمیرہ، عن العباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم)“، نقل کی ہے۔ ابن عمیرہ سے سماک کے علاوہ کوئی راوی نہیں، لہذا وہ ”مجهول“ ہیں، جیسا کہ (امام) مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ”المنفردات والوحدان“، (۱۱) سے واضح ہے۔

ابن عمیرہ اور (حضرت) عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک صحراء حائل ہے جسے ”احنف“ کے اضافے سے نہیں پاٹا جاسکتا، اس لیے کہ (امام) بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح (۱۲) کے مطابق احنف سے بھی ابن عمیرہ کا سماع ثابت نہیں، سماک کے متعلق بھی طویل کلام ہے، (امام) مسلم رحمۃ اللہ علیہ ایسے راوی سے ان کی روایت کو قبول نہیں کرتے جس میں وہ منفرد ہوں، البتہ سماک کے بعد حدیث کے متعدد طرق ہیں، اس لیے کہ ان سے ولید بن ابی ثور، عمرو بن ثابت ابی المقدام، عمرو بن ابی قیس، شریک، ابراہیم بن طہمان اور شیبہ بن خالد نے روایت کی ہے، لیکن پہلے ”منکر الحدیث“، دوسرے ”ضعیف“، تیسرے ”عندہ منا کبیر“، چوتھے ”مختلف فیہ“، پانچویں ثقہ راویوں سے معضل روایات کے ناقل، ”ضعیف“، ”لیسن الحدیث“، اور بعض لوگوں (ائمہ جرح و تعدیل) کے نزدیک ”مضطرب الحدیث“، ہیں، اگرچہ یہ ان راویوں میں شمار ہوتے ہیں جن (کی احادیث) سے (امام) بخاری رحمۃ اللہ علیہ انتخاب کرتے ہیں، اور چھٹے راوی (شیبہ بن خالد) سے (روایت میں) یحییٰ بن علاء

جس شخص کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی ہے، جس کا ظاہر و باطن برابر ہے وہ عالم ہے۔ (معروف کرنی ﷺ)

کذاب منفرد ہیں، مزید براں حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے اور سند و متن میں کمی زیادتی کے حوالے سے بھی ان (محدثین) کے درمیان اختلاف ہے۔

(ائمہ محدثین یحییٰ) ابن معین، احمد، بخاری، مسلم، ابراہیم حربی، نسائی، ابن عدی، ابن العربی، ابن جوزی اور ابو حیان کے مجموعی کلام سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور دلیل و حجت بننے کے مقام سے فروتر ہے، (اس کے باوجود اس سے ”صاحب تحفہ“،^(۱۳) اپنے مذہب ”نوفیتِ حسی“ (کے ثبوت) کے لیے اس سے استدلال کرتے ہیں)، ۱۳۵۹ھ میں ”حدیث الأوعال“ کے متعلق اپنے مستقل مقالے^(۱۴) میں، میں نے یہ (پوری تفصیل) بیان کی ہے۔ امید ہے کہ آپ (تحفہ الأوحودی“ کے) قابل نقد مقامات کو بلا تردید نہیں چھوڑیں گے۔

میری رائے ہے کہ عبید اللہ سیکی (سندھی)^(۱۵) اور ان کے شاگرد^(۱۶) کو توجہ نہ دیجیے، اس لیے کہ بدعتی کی تردید اُسے براہِ یقینہ کر دیتی ہے، جبکہ اس کی بدعت کے جماؤ سے قبل ایسا اقدام کیا جا رہا ہو۔^(۱۷) کچھ عرصہ پہلے تقریباً مبلغ چار گنیوں پر مشتمل منی آرڈر موصول ہوا ہے، خیال ہے کہ جو ہانس برگ سے (ارسال کیا گیا) ہوگا، اس لیے کہ اس مہربانی پر شکر یہ ادا کرنے کے ساتھ میں اس سے قبل اُنہیں لکھ چکا تھا کہ منی آرڈر کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن (مولانا بجنوری کے اشارے پر) مولانا محمد بن موسیٰ میاں^(۱۸) ایک بار کئی ماہ تک مسلسل منی آرڈر بھیجتے رہے ہیں۔ منی آرڈر کے ساتھ خط نہ ہو تو اس کا ذریعہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا۔ اگر محمد بن موسیٰ کی طرف سے نہیں تو آپ کی جانب سے ہوگا، اپنے گمان کے مطابق ان کا شکر یہ تو ادا کر چکا، لیکن حقیقت حال بعد میں ہی معلوم ہوگی۔ آپ کی مہربانیوں اور عنایات پر شکر گزار ہوں۔ (میرے لیے) یہ اہم نہیں کہ منی آرڈر پورا پہنچا یا اس کا کچھ حصہ۔ مجھے امید ہے کہ آپ مولانا ابوالوفاء کو خط لکھتے ہوئے اُنہیں میرا سلام بھی پہنچا دیں گے،

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ میرے عزیز بھائی!

مخلص

محمد زاہد کوثری

۲ ربیع الآخر سنہ ۱۳۶۴ھ

شارع عباسیہ نمبر: ۶۳، مصر قاہرہ

(پسِ نوشت) امید ہے کہ مجھے قبولیت کے مواقع میں اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کریں گے۔

حواشی

۱:..... ”سنن ترمذی“ میں امام ترمذی ﷺ کی عادت ہے کہ باب کے اختتام پر اس سے متعلق دیگر روایات کی جانب اشارہ کر دیتے ہیں۔ علامہ کوثری ﷺ کی خواہش تھی کہ حضرت بنوری ﷺ ”معارف السنن“ میں کتاب کی شرح کے ساتھ ”فی الباب“ کی احادیث کی تخریج کر دیں تو یہ شرح مفید تر ہو جائے گی، حضرت نے ابتدا میں اس کام کو ”معارف السنن“ کا جزء بنانے کے بجائے ”لب اللباب“ کے نام مستقل طور پر یہ کام از خود شروع کیا تھا، لیکن بعد میں مختلف وجوہات کی بنا پر اپنے شاگرد خاص مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید ﷺ کو سونپ دیا، جو ”کشف النقاب“ کے نام سے پانچ جلدوں میں مطبوع ہے، اور بقیہ جلدوں کے مسودے پر بھی کام جاری ہے۔ ان خطوط میں اس سے قبل اور آگے مکتوب نمبر: ۲۰ میں بھی اس سلسلے کا تذکرہ آ رہا ہے۔

۲:..... ”تحفة الأحوذی فی شرح سنن الترمذی“ معروف غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمن مبارک پوری ﷺ (۱۲۸۳ھ-۱۳۵۳ھ) کی تالیف ہے۔

۳:..... حضرت بنوری ﷺ اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں: ”مولانا عبدالرحمن مبارک پوری“ ”تحفة الأحوذی“ میں ”العرف الشذی“ سے عبارات نقل کر کے اس پر رد و مواخذہ کرتے ہیں، یہ سب حنفیہ سے تعصب کی بنا پر کرتے ہیں اور اس پہلو سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ یہ شیخ (مولانا انور شاہ ﷺ) کے ایک شاگرد کی ضبط کردہ (املائی تقریر) ہے، خود ان کی اپنی قلمی تالیف نہیں۔“ (نفحة العنبر، ص: ۱۳۱، ۱۳۲، نیز ملاحظہ کیجیے: مکتوب: ۲)

۴:..... ”بذل المجہود فی شرح سنن ابی داود“ مولانا خلیل احمد سہارن پوری ﷺ (۱۲۶۹ھ-۱۳۲۶ھ) کی تالیف ہے۔ حضرت اپنی حیات مستعار کے آخر میں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے تھے، وہیں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ مزید دیکھیے: ”تذکرۃ الخلیل“ مولانا عاشق الہی میرٹھی ﷺ، ”العلامة المحدث الكبير الشيخ خليل أحمد الأنصاري السهاردنفوری“ مولانا محمد ثانی حسنی ندوی، ”نزہۃ الخواطر“ مولانا عبداللہ الحسینی ﷺ اور ”العناقید الغالیة“ مولانا عاشق الہی مدنی ﷺ۔

مولانا مبارک پوری ﷺ نے اپنی شرح میں ”بذل المجہود“ کے مختلف مباحث پر نقد کیا ہے، بطور نمونہ درج ذیل مقامات دیکھیے: ج: ۱، ص: ۵۳، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۹۶، ۳۰۵، ۳۰۶، ۵۱۷، ۵۷۴، ۵۷۵۔

۵:..... ”معارف السنن“ میں حضرت بنوری ﷺ جا بجا مذہب حنفی اور ”العرف الشذی“ کے مختلف مباحث پر مولانا مبارک پوری کے اشکالات کے جوابات دیتے دکھائی دیتے ہیں، اس پہلو سے حضرت بنوری ﷺ کے منہج میں من جملہ اور خصوصیات کے یہ دو نکتے نمایاں طور پر محسوس ہوتے ہیں:

۱:- مولانا انور شاہ کشمیری ﷺ کے کلام کی وضاحت اور ”العرف الشذی“ میں در آنے والی اغلاط کی اصلاح۔
۲:- مولانا مبارک پوری کی تنقیدوں کا علمی جائزہ و تردید، مولانا مبارک پوری کی جانب سے ”العرف الشذی“ کے مختلف مقامات پر نقد کیا ہے اور حضرت بنوری ﷺ نے ”معارف السنن“ میں ان کی تردید کی ہے، اس حوالے سے ان مکتوبات کے آخر میں ضمیمہ: ۳ میں درج فہرست پر نگاہ ڈالیے۔

۶:..... مولانا شمس الحق بن امیر علی صدیقی عظیم آبادی ﷺ: ہندوستان کے علمائے اہل حدیث میں سے ہیں، علم حدیث میں اور کتب حدیث کے حواشی وغیرہ سمیت ان کی بہت سی تالیفات ہیں۔ ۱۲۷۳ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۳۲۹ھ میں

تیری غفلت کی علامت اہل غفلت کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

وفات پا گئے۔ دیکھیے: ”نزہة الخواطر“ مولانا عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (ج: ۸، ص: ۱۲۴۳-۱۲۴۴) اور ”حیة المحدث شمس الحق وأعمالہ“ محمد عزیز شمس۔

۷:..... مولانا مبارک پوری نے ”تحدہ“ کے مقدمے میں اس کتب خانے کے حوالے سے بہت سی نادر کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، ڈاکٹر سعود سرحان نے بھی حاشیے میں کافی نام گنوائے ہیں، ملاحظہ کیجیے: ”مقدمة تحفة الأحوذی“ (ص: ۲۶۰ تا ۲۶۶)

۸:..... ڈاکٹر سعود سرحان لکھتے ہیں: ”(مولانا) مبارک پوری کا ذکر کردہ یہ کتب خانہ بے بنیاد ہے، ہندوستان یا کسی اور ملک میں اس کا نام و نشان نہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاید مشرقی جرمنی میں ہے، اور کچھ کا گمان ہے کہ مغربی جرمنی میں واقع ہے، لیکن اس کے باوجود کوئی شخص بھی ان منظومات میں سے ایک آدھ منظومہ بھی حاصل نہیں کر پایا، جن کے بارے میں (مولانا) مبارک پوری نے جرمنی میں موجود ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے، اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا کہ اگر یہ کتب خانہ جرمنی میں ہی ہے تو (مولانا) مبارک پوری کو اس کی کتابوں کی تفصیلات کے بارے میں علم ہوا؟ اللہ بہتر جانتا ہے، لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے (شیخ) تقی الدین ہلالی کی ہندوستان آمد کے موقع پر ان سے اس کے متعلق سنا ہوگا، اور ہلالی صاحب بہت مبالغہ آمیز انسان تھے، شاید انہوں نے اپنے استاذ کو (ایسی نادر خبریں سنا کر) حیران کرنے کی کوشش کی ہوگی۔“

۹:..... یہ حدیث حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے: ”وہ ایک جماعت کے ساتھ بطحاء (وادئ) میں بیٹھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے درمیان تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بادل گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جانتے ہو اس کا کیا نام ہے؟“ عرض کیا: ”سحاب“ (بادل)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اور ”المنزن“؟“ (بادل ہی کو کہتے ہیں)“ عرض کیا: ”سزن“ بھی ہے، فرمایا: ”اور ”العنان“؟“ (یہ بھی بادل کا نام ہے)“ عرض کیا: ”عنان“ بھی ہے، فرمایا: ”جانتے ہو کہ آسمان وزمین کے درمیان کیا (مسافت) ہے؟“ عرض کیا: واللہ! نہیں جانتے، فرمایا: ”ان دونوں کے درمیان اکہتر، بہتر یا تہتر سال (کی مسافت) ہے، اور اس کے اوپر والے آسمان تک بھی اتنا ہی (فاصلہ) ہے، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک بھی (ہر دو آسمانوں کے درمیان یہی مسافت ہے)، ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے، جس کی بلندی اور تہہ کے مابین دو آسمانوں کے درمیان کا فاصلہ ہے، پھر اس کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں، جن کے کھروں اور گٹھنوں کے درمیان دو آسمانوں کا درمیانی فاصلہ ہے، پھر ان کی پیٹھوں پر عرش ہے، اس کے نیچے سے بلندی کے درمیان بھی دو آسمانوں کے درمیان جتنا فاصلہ ہے، اور اس کے اوپر اللہ عزوجل ہیں۔“

۱۰:..... ج: ۹، ص: ۱۶۴-۱۶۶

۱۱:..... رقم الترحمة: ۴۳۹، ص: ۱۴۴

۱۲:..... التاريخ الكبير، ج: ۵، ص: ۱۵۹

۱۳:..... صاحب تحدہ کا اس حدیث کو صحیح کہنا اور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ”تہذیب السنن“ میں (ج: ۵، ص: ۲۱۵۷-۲۱۶۳) اسے قوی قرار دینا باعث تعجب نہیں، اس لیے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس حوالے سے ان کا کلام ”مجموع الفتاوی“ کے ضمن میں ”مناظرته فی الواسطیة“ کے زیر عنوان موجود ہے۔ (ج: ۳، ص: ۱۹۲)

۱۴:..... ملاحظہ کیجیے: ”مقالات الکوثری“، ص: ۳۰۸-۳۱۴، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ابوعلاء عطار کے ”فتیاء فی الاعتقاد“ پر شیخ عبداللہ بن یوسف جدلیع کی تعلق۔

۱۵:..... مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ: تاریخ آزادی ہند کا ایک عظیم کردار، ۹ محرم الحرام ۱۲۸۹ھ میں سیالکوٹ کے ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے، بچپن میں ہی اسلام قبول کر کے سندھ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں حصول علم میں

خدا کے دشمنوں سے اُلقت کرنا خدا کے ساتھ دشمنی ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

مشغول ہو گئے، پھر دیوبند جا کر تعلیم مکمل کی۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص شمار ہوئے، ان کے اشارے پر میدان سیاست کو اپنایا اور آزادی ہند کی خاطر افغانستان کا پرخطر سفر اختیار کیا۔ اس مشن کی ناکامی کے بعد روس میں قیام پذیر رہے، ترکی میں وقت گزارا، آخر تھک ہار حجاز چلے گئے۔ ۱۳۵۸ھ میں ہندوستان لوٹے اور دہلی و سندھ میں قیام پذیر رہے، اس دور میں اپنے مخصوص انداز سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف کی نشر و اشاعت میں مشغول رہے۔ ۳ رمضان ۱۳۶۳ھ کو راجہ ملک بقا ہوئے۔ دیکھیے: ’نزهة الخواطر‘، مولانا عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (ج: ۸، ص: ۱۳۰۰-۱۳۰۲) اور خود ان کے قلم سے ’ذاتی ڈائری‘۔ بلاشبہ مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بیشتر حصہ مختلف نوع کی تکالیف اور مجاہدوں میں گزارا ہے، لیکن ان کی روس سے واپسی کے بعد کا دور بھی کئی حوالوں سے موضوع بحث رہا ہے، اس پہلو سے بہت سے ابہامات ہیں، جن سے فائدہ اٹھا کر ان کی شخصیت کا غلط استعمال بھی ہوا۔

مولانا چونکہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے یہاں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ’سیکی‘ (سکھ) لکھ دیا ہے۔

۱۶:..... موسیٰ جارا اللہ کی جانب اشارہ ہے، جن کا تفصیلی تذکرہ گزشتہ خط کے حواشی میں آچکا ہے۔

۱۷:..... بظاہر ایسا لگتا ہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے شاگرد موسیٰ جارا اللہ رحمہما

اللہ کے افکار و نظریات کی تردید کے سلسلے میں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ سے مشاورت کی ہوگی۔

۱۸:..... مولانا محمد بن موسیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے: کتاب کے آخر میں ملحق ضمیمہ نمبر: ۱

(جاری ہے)